

باب 9

الزام ہم ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

کیا آپ نے آج اپنے بچے کو گلے لگایا؟ یہ اس اسٹیکر کے الفاظ ہیں جو اکثر گاڑیوں کے پچھلے شیشوں پر لگا نظر آتا ہے۔ یہ بیان اس مفروضے پر مبنی ہے کہ والدین آج کل بچوں کو گلے نہیں لگاتے اور ان کے باہمی تعلقات کشیدہ ہیں، یہ انتہائی پیچیدہ معاملے کو بڑی سادگی سے بیان کرنے کی ایک کوشش ہے۔ الزام تراشی جو کہ اب ہمارے ہاں مصروفیت کا واحد ذریعہ رہ گیا ہے ہمیشہ ہی ایک سٹیجی جائزہ ہوتا ہے۔ یہ عام سی بات ہے کہ بچوں میں نشہ کی بیماری کا الزام ان کے ماں باپ کو ہی دیا جاتا ہے، والدین اور دوسرے لوگ سکولوں کے اساتذہ پر الزام دیتے ہیں کہ وہ نظم و ضبط قائم نہیں رکھتے۔ سکولوں کے اساتذہ اور والدین، معاشرہ اور صحافت کی موجودہ روش پر الزام دھرتے ہیں۔ صحافی، ڈرگ مافیا، بدعنوان سیاست دانوں اور رشوت خور افسران پر الزام لگاتا ہے کہ وہ معصوم نوجوانوں کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ اسی طرح سب مل کر علماء کو ملزم گردانتے ہیں کہ وہ نوجوانوں میں مذہب کی صحیح روح بیدار نہیں کر سکے اور علماء کہتے ہیں کہ ٹیلی ویژن ان کے کئے کرائے پر پانی بھیر رہا ہے۔

نشہ کی بیماری میں الزام تراشی ایک مزیدار کھیل بن جاتا ہے جس میں ہر کوئی اپنی تخلیقی صلاحیتیں آزما سکتا ہے۔ ایک تو اس سے آپ کو مصروفیت کا بہانہ مل جاتا ہے دوسرے آپ کو یہ تسلی مل جاتی ہے کہ آپ بری الذمہ ہیں اور بربادی کی وجہ کوئی اور ہے۔ اس طرح خود بری الذمہ ہو جانا اور دوسروں پر الزام دھرنے کا مسئلہ کو حل نہ کرنے کا یقینی راستہ ہے۔

اور تو اور ماہرین بھی الزام تراشی میں کسی سے پیچھے نہیں، والدین پر الزام تراشی ان کے طریقہ کار کا حصہ ہے۔ بظاہر وہ والدین پر الزام عائد نہیں کرتے لیکن ان کے الفاظ کی تہہ اور حرکات و سکنات میں یہی پیغام چھپا ہوتا ہے کہ سب کئے کرائے کے ذمہ دار آپ ہیں اور یہ پیغام سب ہی والدین سن لیتے ہیں اور احساس گناہ کی کھائی میں اتر جاتے ہیں۔ اس احساس گناہ اور غم

وغصہ کی وجہ سے والدین آپس میں الزام تراشی پر اتر آتے ہیں اور تفتیشی رویوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دونوں میاں بیوی میں سے اصل مجرم کون ہے؟ الزام تراشی، احساس گناہ اور شرم مل جل کر والدین کی توانائیوں کو کھاجاتے ہیں اور جو کچھ وہ اپنے نشہ کے مریض بچوں کے لیے کر سکتے ہیں وہ بھی کرنے کے قابل نہیں رہے۔

ٹف لو میں سب سے پہلے الزام تراشی، احساس گناہ اور شرمندگی کی تکون سے نکلنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اوسان بحال ہونے کے بعد ہی والدین صحیح معنوں میں ٹف لو کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ماہرین کے بہت سے تخلیقی خیالات اس بارے میں درست ہوتے ہیں کہ خاندانی نظام کیسے چلتا ہے؟ لیکن خیال تو آخر خیال ہوتا ہے جبکہ والدین کوئی خیال نہیں ہوتے، جیتی جاگتی تصویریں ہوتے ہیں جنہیں محض خیال کی بنیاد پر رد کر دینا مناسب نہ ہوگا۔ ایسے خیالات کس کام کے جو کسی دکھی انسان کی صلاحیتوں کو دیمیک کی طرح کھا جائیں۔ ٹف لو کے تحت نظریات کی اہمیت کو صرف اس پیمانے پر جانچا جاسکتا ہے کہ جو مسائل ہمیں آج پریشان کر رہے ہیں انہیں مکمل طور پر حل کرنے کے لیے کوئی نظریہ آج کس قدر کارآمد ہے؟ لوگوں کو ہر چیز کا تجربہ نہیں ہوتا لیکن جب بھی انہیں کوئی مصیبت یا بیماری گھیر لیتی ہے ماہرین ان سے ہمیشہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ تجربہ کار اور تربیت یافتہ افراد کی طرح رویہ اختیار کریں۔ کچھ تجربوں سے پہلے تجربہ کاری کی توقع عبث ہے۔ جس گھر میں ایک نشہ کا مریض "مصروف عمل" ہو اس گھر میں بسنے والے لوگ جسمانی اور روحانی طور پر بلبلا رہے ہوتے ہیں اور انہیں فوری مدد، راہنمائی اور حمایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ والدین کو گھر میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے ماہرین سے فوری مدد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ان کی پکار کے جواب بھی میں ان کو کیا ملتا ہے؟

الزام!

آپ کی زندگی میں آنے والے مسائل میں کسی دوسرے کا کوئی ہاتھ نہیں ہوتا یہ محض ہمارے خیالات ہوتے ہیں کہ فلاح کا تصور تھا۔ یہ مسائل کائنات کے پروگرام میں پہلے سے لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نشانے نہیں بناتا وہ اپنا نظام چلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک ہی تصور رکھیں کہ وہ مہربان ہے۔ اللہ کے کسی پروگرام کو معنی پہنچانے کا ہمیں کوئی حق نہیں اور یہ بھی نہ چاہیں کہ اللہ آپ کے مسائل حل کر دے گا یہ اللہ تعالیٰ کے کرنے کا کام نہیں ہے بلکہ خود ہمارے کرنے کا کام ہے اللہ تعالیٰ مسائل دیتا ہے کہ ہم بہتر ہو جائیں۔ اس نے دنیا کو ڈیزائن ہی یوں کیا ہے کہ دنیا بہتر ہو رہی ہے اور بہتر ہونے کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔ تبدیلی کا عمل تیز تر ہے اور زمانے

کے ساتھ کروٹیں بدلنے ہی میں ہماری فلاح ہے۔ آپ کو اپنے بچوں سے زیادہ سمارٹ ہونے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لیے ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔

کوئی بھی مسئلہ جب ہمیں درپیش ہوتا ہے تو بہتری اقدام یہی ہے کہ ہم اس مسئلے کو حل کرنے کی کوششوں میں لگ جائیں۔

نشے کے مسئلے کے ذریعے اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں کو ابھارنا چاہتا ہے۔ جن کے بچے نشے کی بیماری سے خوشحالی کی طرف آجاتے ہیں ہم ان خاندانوں کی کایا پلٹتے ہوئے دیکھی ہے۔ لیکن یہ سب کرنے سے پہلے آپ کو سیکھنے کے عمل سے گزرنا ہوگا اور اس کے لیے آپ کی سوچوں میں ابھی سے تبدیلی کا آنا ضروری ہے۔

علمی بحث و تجویز ایک دلچسپ شغل ہے لیکن ایسی حالت میں نہیں جب بچے نشے میں دھت امن و سکون اور راستہ میں آنے والی ہر شے کو آگ لگا رہے ہوں، اس وقت جب آپ کو تازہ چوٹ لگی ہو تو آپ کسی سے یہ سننا نہیں چاہتے کہ آپ کو چوٹ کیوں لگی؟ ایسے میں آپ صرف حوصلہ افزائی اور مدد کو ہی خوش آمدید کہہ سکتے ہیں۔ ماہرین کی وہ تجاویز جو ریسرچ سے ابھر کر سامنے آئی ہوں انہیں اپنی حکمت عملی کا اہم حصہ بنا کر ہی آپ اپنے سلگتے ہوئے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تک آپ اولاد پر دوبارہ سے حاوی ہونے کی یہ خوبصورت ٹریننگ حاصل نہیں کر لیتے، تب تک آپ کیا کریں؟

کون جیتتا ہے تیری زُلف کے سر ہوتے تک!

اصل ضرورت آج اور ابھی نشے کے اس مسئلہ کا کوئی مناسب حل تلاش کرنا ہے ٹھف لو کے تحت آپ منظر رکھتے ہوئے، نئے رویے اپنا سکتے ہیں لیکن اس کے لیے آپ کو حوصلہ افزائی اور واضح ہدایات کی ضرورت ہوتی ہے، یہ بھی طے ہے کہ نشے کے مسئلہ کا حل آسان نہیں ہوتا، اس میں کپنک جیسا کوئی تفریحی پہلو بھی نہیں ہوتا لیکن نتیجہ ہمیشہ باعث اطمینان ہوتا ہے۔ ٹھف لو میں آپ یہ ضرور سیکھتے ہیں کہ جہاں الزام تراشی کار لا حاصل ہے وہاں سٹینڈ پر ڈٹ جانا، بحران تربیت دینا اور صورتحال کو سنبھالنا مثبت نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ یاد رکھیے! زندگی میں اچانک آنے والے بحران جس طرح بربادی کا سامان پیدا کرتے ہیں اسی طرح بحرانوں کو خود ڈیزائن کرنے اور پھر ان پر قابو پانے سے خوشحالی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ جب آپ فہم و فراست، اجتماعی کوششوں اور اللہ کے فضل پر یقین رکھتے ہوئے ان بحرانوں پر قابو پاتے ہیں تو آپ پہلے جیسے نہیں رہتے، کیونکہ اب آپ بہت اچھی طرح سے سمجھ جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کو کوسے رہنا بے بسی کی علامت ہے،

تبدیلی کے لئے سٹینڈ پر ڈٹ جانے کی ضرورت ہوتی ہے، سٹینڈ پر ڈٹ جانے سے ایک ایسا بحران پیدا ہوتا ہے جس کے خدوخال کا تعین آپ وقت سے پہلے کرتے ہیں اور پھر پیش بندی کے لیے ایک ایسی حکمت عملی اپناتے ہیں جس سے بحران پر قابو پا کر مثبت نتائج حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

گھر میں نشے کی بیماری ہو تو الزام تراشی کا کھیل کوئی انوکھی بات نہیں، تنگ آکر والدین اپنے نشہ کرنے والے نوجوانوں کو کوسنے لگتے ہیں، جواباً نوجوان بھی اپنے والدین کو کوسنے لگتے ہیں۔ دھکے کا جواب دھکا ہی ہوتا ہے، پس ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ برقرار دینے کا مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر بہت سے ستراتجیاں بچ میں آجاتے ہیں اور والدین کو تیر بہدف نئے بتانے لگتے ہیں، ان میں سے زیادہ تر وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا نشے کی بیماری پر کل علم دراصل مکمل لاعلمی پر مبنی ہوتا ہے، بات یہیں تک رہتی تو بھی ٹھیک تھا لیکن کچھ لوگ تو باقاعدہ بچوں کو والدین کے ظلم و ستم کا شکار بنا کر خود کو بہت بڑا مفکر سمجھتے ہیں۔ اس صورتحال میں والدین کو کمزور نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ جب تک والدین الزامات کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے رہیں گے تب تک اولاد کو بدلنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جب تک اولاد کو ظلم و ستم کا شکار قرار دیا جاتا رہے گا، تب تک گھروں میں طاقت کا توازن بگڑا رہے گا۔ ایک نشے کے مریض سے یہ سن کر کہ "میرے باپ نے ہمیشہ مجھ سے نفرت کی اور میری ماں نے بھی صرف تماشاً دیکھا" میں نے اسے کہا "اس سے قطع نظر کہ آپ سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ، کیا آپ بدلہ لے رہے ہیں؟" یہاں یہ طے کرنا ضروری ہے کہ جس طرح کے تباہ کن رویے نشے کے مریض اختیار کرتے ہیں مثلاً توڑ پھوڑ، گالی گلوچ، والدین سے ہاتھ پائی، جرائم اور نشے کا دھندہ وغیرہ تو کیا ان کے لیے کوئی بھی جواز معقول ہو سکتا ہے؟

ان رویوں کی ذمہ داری نوجوانوں کی بجائے والدین اور دوسرے لوگوں پر ڈالنا کیا ایک منفی قدم نہ ہوگا؟ الزام تراشی کے اس کھیل میں نشے کے مریضوں کو ستم زدہ کہا جاتا ہے اور والدین کو ستم گر! کس قدر ستم ظریفی ہے نا یہ!

ہمیں شکار کرنے والوں اور؛ شکار ہونے والوں میں فرق کرنا ہوگا!

معاشرے میں بہت سے لوگ محض تماشائیوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ روزمرہ زندگی میں ہم سب کے کردار مستقل نوعیت کے نہیں ہوتے، نشے کا مرض کسی بھی گھر میں اچانک اُبھر کر سامنے آسکتا ہے، اسے کسی ویزے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ٹھنک لو کہ نظریات اور اصول سیکھنے کے بعد والدین اس بیماری سے شرمانا چھوڑ دیتے ہیں، اس کے

ساتھ ہی دوسروں سے مدد حاصل کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ الزام تراشیوں سے بچنے اور حقیقت کو پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ مان لیں کہ نشہ ایک بیماری ہے کیونکہ الزام تراشیوں کا کھیل کھیلنے سے یہ گورکھ دھندہ جاری رہتا ہے۔ نوجوانوں سے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں سے جب آپ یہ تقاضا کرتے ہیں کہ وہ اپنے قول و فعل کے ذمہ دار بنیں تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ آپ انہیں اپنے ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ جب آپ ان کی وہ ذمہ داریاں اٹھانے سے انکار کر دیتے ہیں جو حقیقت آپ پر عائد نہیں ہوتیں اور ان کی توجہ ان کی ذمہ داریوں کی طرف مبذول کراتے ہیں تو الزام تراشی کے اس کھیل کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جب کھلاڑی کی حیثیت سے آپ خود اس کھیل میں حصہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں تو کھیل جاری نہیں رہ سکتا۔ اگر آپ کو پھر بھی اس کھیل میں حصہ لینے پر مجبور کیا جائے اور اس کے لیے آپ پر دباؤ بڑھایا جائے یا آپ کی سلیمت کو خطرے میں ڈالا جائے تو آپ دوسروں سے مدد طلب کر سکتے ہیں۔ جب آپ کونشے کے مریضوں کی دست درازیوں کا سامنا ہو تو ضروری نہیں کہ آپ معاملات کو دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھیں اور چپکے چپکے اس آگ میں جلتے رہیں۔ آپ کو آگے بڑھنا چاہیے اور خصوصاً ان لوگوں سے مدد حاصل کرنا چاہیے جو ایسے ہی تجربات سے گزر چکے ہیں۔

خود تری کا بھی کیا فائدہ؟ اس سے تو آپ محض ایک "مظلوم" کا کردار قبول کر کے مزید ظلم و ستم کو ہی دعوت دیں گے۔ گھر میں آپ کی حیثیت کوڑے کے کنستر کی تو ہرگز نہیں کہ جب کوئی نوجوان نشہ اور فرسٹریشن کا شکار ہو اس میں اپنے غم و غصہ، الزام تراشیاں اور بُرے دنوں کا کچرا ڈال دے۔ اگر ابھی آپ ٹھنکے لو کے ذریعے عملی طور پر یہ سب کچھ کرنے کو تیار نہیں ہیں تو پہلے آپ کو ذہنی آمادگی حاصل کرنا ہوگی۔ اس کے لیے پہلے آپ کو معلومات حاصل کرنا پڑیں گی اور حالات کا ایماندار نہ تجزیہ کرنا پڑے گا، اس کے بعد ہی آپ آمادہ ہو پائیں گے۔

الزام تراشی کے اس کھیل سے باہر نکلنا آسان نہیں ہے!

لیکن ٹھنکے لو میں تجربہ کار لوگوں کی مدد سے آخر کار آپ نشہ کی بیماری کے گھیرے سے نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سردست تو آپ کو مکمل طور پر الزام تراشی کے رجحان کا سامنا ہے۔ نشہ کے مریضوں کا باغی رویہ انہیں توجہ کا مرکز بنا رہا ہے یہی وہ چیز ہے جو انہیں بالآخر سہولتیں دلاتی ہے لازمی طور پر سہولتیں حاصل کرنے کے لیے وہ اسی کا استعمال کریں گے۔ لہذا اولاً آپ کو ان کے طرز عمل کو بدلنے کے لیے ان کے باغی رویہ کو رد کرنا ہوگا ورنہ اگر آپ ان کی راہ سے کانٹے چنتے رہیں گے تو اس سے ان کے باغیانہ رویوں کو حوصلہ ہی ملے گا اور وہ قانون کو ہاتھ میں لینے سے

بھی دریغ نہیں کریں گے اور اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جلد ہی وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آئیں۔

ایسے ماہرین نفسیات جنہیں نشے کی بیماری میں ٹریننگ حاصل نہیں ہوتی کہتے ہیں کہ نشہ کے مریضوں کا اعتماد جیتنے کے لیے والدین کو بہر حال صبر کرنا چاہیے۔ ایسے ماہرین سے ہم پوچھتے ہیں کہ والدین کا اعتماد جیتنے کے لیے مریضوں کو کیا چاہیے؟ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ارد گرد ہو رہا ہے اس پر ہم کیا رد عمل ظاہر کریں؟ کیا خاموشی سے سب کچھ ہوتے ہوئے دیکھتے رہیں؟

والدین مدد کے لیے پکارتے ہیں کہ ان کا بچہ اپنی نشیلی حرکات سے انہیں پاگل کیے دے رہا ہے لیکن کوئی ان کی بات کا یقین نہیں کرتا اور اگر کوئی یقین کرے بھی تو وہ والدین کی طرف ایسی نظروں سے دیکھتا ہے کہ جیسے وہی اس سب کئے دھرے کے ذمہ دار ہوں۔ جب کوئی نوجوان طوفان بدتمیزی برپا کرتا ہے تو ماہرین والدین کو اس دھندے پر لگا دیتے ہیں کہ "بچے" کے غلط رویوں کی وجوہات تلاش کریں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ چاہے اس دوران سب کچھ جل کر راکھ ہو جائے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ آتش زدگی کی صورت میں فائر بریگیڈ کو طلب کیا جائے اور وہ آکر سب سے پہلے مختلف گروپوں میں تقسیم ہو کر آگ لگنے کی وجوہات پر بحث مباحثہ کرنے لگیں۔ آپ خود سوچیں یہ صورتحال کس حد تک ٹھیک ہوگی۔

نشے کی مریض جو نکوں کی طرح والدین کا خون چوستے ہیں اور والدین نا تجربہ کار لوگوں کے مشوروں میں آکر انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور بے جا خواہش پوری کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ والدین کا رویہ اپنی اولاد کے ساتھ نامناسب ہوتا ہے لیکن ان کا کوئی بھی نامناسب رویہ نشے کے لیے کافی جواز تو مہیا نہیں کرتا؟ نشے کی بیماری میں کوئی بھی جواز نشہ کرنے کے لیے کافی تو نہیں ہوتا!

خود والدین اپنے آپ پر الزام لگانے میں دوسروں سے کم نہیں، وہ اسی معاشرہ کا حصہ ہیں اور بلا جیل و حجت وہ معاشرہ کے عمومی خیالات سے متاثر ہو کر الزام قبول کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ سب والدین جن کے بچے نشے کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں دل کی گہرائیوں سے نہ صرف خود کو تصور وار سمجھتے ہیں بلکہ خود کو ان کی بیماری کا ذمہ دار بھی ٹھہراتے ہیں۔ درحقیقت وہ نہیں جانتے کہ انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس سے وہ اولاد کے لئے نشے کی بیماری کا سبب بنتے۔ یہی نہیں بلکہ اسی لاعلمی سے والدین میں احساس گناہ کا پودا نشوونما پاتا رہتا ہے جو ان کی تمام تر توانائی

کو دکھا جاتا ہے اور یہ احساس گناہ وہی ہے جو ان کو اولاد کے لئے مؤثر اقدامات کرنے سے باز رکھتا ہے۔

کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ کے بچے نشہ کی بیماری میں اترنے سے پہلے آپ کو ہلکے پھلکے اشارے بھی دیتے ہیں کہ وہ ایسا کرنے والے ہیں لیکن آپ کوئی تدارک کرنے کی بجائے خود ہی ان کی ڈور ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔ تعلیم میں دلچسپی نہ لینا، ملازموں سے براسلوک، والدین سے تبادلہ خیالت نہ کرنا اور ایسے دوست بنانا جو والدین کو ناپسند ہوں ایسے ہی چند اشارے ہیں، اسی طرح نوجوانوں کا راتوں کو دیر سے گھر آنا ایک مسئلہ ہے جس سے سمجھوتا کرنا مستقبل میں خطرناک صورتحال کو دعوت دینا ہے۔ رات نو بجے کے بعد گھر لوٹنے والے بچے کبھی بھی والدین کو اس بات پر مطمئن نہیں کر سکتے کہ وہ کسی اچھے کام میں مصروف تھے۔ اکثر والدین ایسے بھی ہوتے ہیں جو اوائل عمری تک تو بچوں کو ٹھیک ٹھاک سنبھال رہے ہوتے ہیں لیکن بلوغت کو پہنچتے ہی ان کے بچے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں، یہ سب کچھ اندر ہی اندر اتنا اچانکتا ہے وہ کچھ نہیں پاتے اور ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ یہ وہ نوجوان ہوتے ہیں جو اپنے والدین کو اپنے اس بدتمیز رویوں اور چیخ و پکار سے اچانک بے بس کر دیتے ہیں۔ والدین تو بے چارے لاعلمی میں مارے جاتے ہیں کہ ان کے بچے بھولے ہیں۔ دیگر مصیبتوں کی طرح نشہ کی بیماری بھی بتا کر نہیں آتی اور پھر یہ بھی ہے کہ کتنے والدین کو پہلے سے پتا ہوتا ہے کہ ایک نشہ میں مبتلا نوجوان کے ساتھ نمٹنے کے طریقے کیا ہیں؟

- آپ اس وقت کیا کر سکتے ہیں جب آپ اپنے بیٹے کو گھر سے باہر جانے پر منع کریں اور اسے اس کے کمرے میں بھیج دیں لیکن وہ کھڑکی سے باہر نکل جائے؟
- آپ کو اس بات کی تربیت کب ملتی ہے کہ آپ کا بچہ آپ کو گالی دے اور ہاتھ اٹھائے تو کیا کرنا چاہیے؟
- اس بارے میں آپ کو کیا معلومات حاصل ہیں کہ جب آپ کا بچہ گھر سے جانے کی دھمکی دے تو آپ کا رد عمل کیا ہونا چاہیے؟
- کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کا نوجوان چرس سمیت گرفتار ہو کر تھانے کے لاک اپ میں بند ہو تو آپ کو کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے؟
- کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جب آپ کا لخت جگر برسر عام اور بر ملا آپ سے اپنی نفرت کا اظہار کرے تو آپ کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے؟

● جب بائی پولر ڈس آرڈر اور نشے کی بیماری میں مبتلا نوجوان اپنے آپ کو کلائیوں پر زخم لگائے، اپنے جسم کو جلتے ہوئے سگریٹ سے دانغے اور خودکشی کی کوششیں کرے تو آپ خود اس کو اس کے ظلم و ستم سے محفوظ کیسے رکھیں گے؟

ہم بچے پالنے کے موضوع پر گفتگو نہیں کر رہے، ہم تو نشے کی بیماری سے پیدا ہونے والے مجرانوں کی بات کر رہے ہیں۔ جب ایک نوجوان اپنے غلط طور پر طریقوں کے باعث نشے کی مصیبت میں پھنس جاتا ہے تو ایسے میں والدین کو ذمہ دار والدین بننے کے حوالے سے بہت سے "لیکچر" سننے کو ملتے ہیں۔ چھانچ تو خیر بولتے ہیں کہ ان میں کوئی چھید نہیں ہوتا، ایسے موقع پر چھلنیاں بھی خوب بولتی ہیں جن میں چھید ہوتے ہیں!

ایں خیال است و محال اس و جنوں

بظاہر بچوں کو اخلاقی طور پر متاثر کر کے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ بہت بھلا لگتا ہے لیکن عملی طور پر اس سے کبھی بھی مثبت نتائج نہیں نکلتے۔ بگلے کو پکڑنے کا بہترین طریقہ ہرگز یہ نہیں کہ اس کے سر پر علی الصبح موم بتی جلادی جائے اور موم کے پگھل کر اس کی آنکھوں میں جانے کا انتظار کیا جائے۔ عملی طور پر پچھلی صدیوں کے یہ نسخے اب کام نہیں آتے۔ علم کی جس سطح پر ہم اپنے لیے مسائل پیدا کرتے ہیں علم کی اسی سطح پر مسائل حل نہیں کر سکتے، مسائل حل کرنے کے لیے ہمیں علم کی سطح کو لازماً بڑھانا پڑے گا۔

نشے کے مریضوں کے والدین بتاتے ہیں کہ بچے نہ صرف اپنی غلطیاں ماننے سے انکار کر دیتے ہیں بلکہ والدین کے "اقرار جرم" کو بھی اپنے ناجائز مقاصد کے لیے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ وہ آپ کی غلطیوں اور مجبوریوں کو اپنے نشے کا جواز بنا لیتے ہیں۔ کوئی وجہ چاہے کسی نوجوان کے لیے کتنی ہی "معقول" ہو نشے کا دھندہ جاری رکھنے کے لیے تو معقول تو نہیں ہو سکتی۔ والدین کبھی کبھی اپنے آپ کو دیکھ کر بہت حیران ہوتے ہیں، انہیں پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ اچھے ہیں یا بُرے! جہاں ان کا ایک بچہ طوفان بدتمیزی اٹھا رہا ہوتا ہے وہاں دوسرے دو فرمانبرداری اور تعلیمی کامیابیوں کے معرکے سر کر رہے ہوتے ہیں۔ تو پھر اس سے آپ کیا نتیجہ اخذ کریں گے؟

کیا آپ بچوں کے درمیان امتیاز برت رہے ہیں؟ کیا بچوں کے کچھ رویے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی جڑیں گھر سے باہر معاشرے میں ہوتی ہیں؟ کیا کچھ بچے بُری صحبت میں پراؤڈ الناپسند

کرتے ہیں اور کچھ اپنے والدین کی رحمتوں اور سائڈ بکلی چھاؤں میں رہنے کا فیصلہ کرتے ہیں؟ کچھ بچوں کو معاشرے سے بدعاتوں کی شہل رہی تھی اور کچھ بچوں پر معاشرہ مہربان تھی؟ ذرا سوچئے گا۔

یاد رکھیں! آپ چاہیں تو مل بیٹھ کر ایک دوسرے پر الزام تراشیاں جاری رکھ سکتے ہیں، مگر آپ چاہیں تو باہمی تعاون سے مسئلہ کا کوئی حل بھی ڈھونڈ سکتے ہیں۔ ہمیں اعتماد ہے کہ باہمی صلاح مشوروں سے آپ جو نظریات اپنائیں گے وہ آپ کے بچوں کے لیے نشتے سے پاک زندگی کی راہ ضرور ہموار کریں گے۔ ٹھ لو کے پانچویں عقیدے میں بڑی سادی سی بات ہے کہ محض ایک دوسرے کو کوستے رہنا بے بسی کی علامت ہے!

ہم یا تو خود مسئلے کا حصہ ہوتے ہیں یا پھر مسئلہ حل کرنے والے اور الزام تراشیوں کے اس کھیل میں ہم محض مسئلے کا حصہ ہوتے ہیں۔

جب تک آپ الزام تراشی کو اپنی گھریلو ثقافت کا حصہ بنائے رکھیں گے تب تک آپ نشئی بچوں پر قابو نہ پاسکیں گے اور اس بات پر حیران ہوتے رہیں گے کہ وہ بدلتے کیوں نہیں؟